Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

الفضل روزنامہ ربوہ

یوم منگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | یکم شعبان ۱۳۹۲ھ ۔ ۲۰ ظہور ۱۳۵۱ہش ۔ ۲۰ اگست ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۹۱

اخبارِ احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۹ ماہ ظہور کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت، غیر معمولی تائید و نصرت اور کامیابی و کامرانی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی ارفع و اعلیٰ شان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۰ء میں فرمایا:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کس درجہ کے انسان تھے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے درجہ کا پتہ لگانا اس کے واسطے دو آیتیں سامنے رکھنی چاہئیں (۱) اِنَّکَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور دوسری میں فرماتا ہے وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خُلق کو عظیم فرماتا ہے اور ان پر جو فضل ہوا اسے بھی عظیم فرمایا۔ اب خیال کرو کہ جس کو خدا تعالیٰ نے عظیم کہا وہ کس قدر عظیم الشان ہوگا۔ اب جو رسول اس شان کا ہے اسکے بغیر ہم کو کسی اور کے مقتدا بنانے کی ضرورت بھی کیا ہوئی۔

جو کتاب اللہ جلّ شانہٗ نے اس کامل انسان پر نازل کی ہے اس کے لئے دو گواہیاں ہیں۔

(۱) اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ اور (۲) لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ۔

اس کتاب کا محافظ حضرت حق سبحانہٗ ہے جس کے لئے آئندہ پیشگوئی ہے کہ اس کتاب کی باطل کرنے والی آئندہ بھی کوئی چیز نہیں پہنچیں گے۔

تو پھر ہم کو سائنس یا بیرونی خطرناک دشمن سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے جب ہم کو ایسی باطل کرنے والی کوئی چیز فطرت کے خالق نے پیدا ہی نہیں کی۔

پس جیسا ہمارا رسول کامل ہے ویسے ہی ہماری کتاب کامل ہے یہ کتاب تو قیامت تک رہے گی مگر ایسی کامل کتاب ہمارے گھروں سے نکل کر دوسرے گھروں میں چلی گئی تو ہمارے بزرگوں کی روح کو کیا خوشی ہوگی۔ پس خوف ہے تو یہ کہ ہمارے گھروں سے یہ کتاب نہ نکلے اور ہم اس کی اتباع سے محروم نہ رہیں۔"

(خطباتِ نور جلد دوم صفحہ ۲۹ ۔ صفحہ ۱۳۰)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمان کے بھی مظہر ہیں

آپ کا وجودِ مبارک تمام جہانوں، تمام نوعِ انسان، حیوانوں اور اہلِ کفر اور اہلِ ایمان سب کے لئے رحمت ہے

"اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عزیز اور حریص کے الفاظ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمان کے مظہر ہیں کیونکہ آپ کا وجودِ مبارک تمام جہانوں اور تمام نوعِ انسان، حیوانوں اور اہلِ کفر اور اہلِ ایمان سب کیلئے رحمت ہے پھر اس آیت میں بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ کہہ کر آپ کو رحمان اور رحیم قرار دیا ہے جیسا کہ ہر سمجھدار پر یہ بات مخفی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف کی ہے اور تعظیم و تکریم اور جلال کے طور پر آپ کی طرف خُلقِ عظیم کو منسوب کیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر آتا ہے۔ اگر تو سوال کرے کہ خُلقِ عظیم کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آپ رحمان اور رحیم ہیں اور آپ کو یہ دونوں نور اس زمانہ سے عطا کئے گئے ہیں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور آپ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا نام و نشان بھی موجود نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو نور ہی نور ہے ارادہ کیا کہ وہ ایک نور کو پیدا کرے تب اسنے اس درِّ یتیم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور آپ کے دونوں ناموں کو اپنی ان دونوں صفتوں میں شریک ٹھہرایا جس کی وجہ سے آپ ہر قلبِ سلیم پر فوقیت لے گئے اور آپ کے یہ دونوں نام قرآن کریم کی تعلیم میں درخشاں ہیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی وجود حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے نوروں سے مرکّب ہے جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات رحمان اور رحیم سے مرکّب ہے پس اس ترکیب نے تقاضا کیا کہ آپ کو یہ عجیب و غریب مقام عطا ہو اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کا نام محمد بھی رکھا اور احمد بھی۔"

(اُردو ترجمہ از عربی تصنیف اعجاز المسیح صفحہ ۱۱۴)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۰ ماہ ظہور ۱۳۵۳ھش

خدا کی اعجازی قدرت کا مظہر بننے کی اہلیت

مامورین الٰہی لوگوں کے محض اخلاق درست کرنے نہیں آتے بلکہ ان کی آمد کا مقصد اس سے بہت بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے۔ اخلاق کی درستی کا کام تو ایک حد تک دوسرے معلمین اور واعظین بھی اگر وہ خود اخلاق فاضلہ سے متصف ہوں انجام دے سکتے ہیں۔ جس حد تک دیگر معلمین اور واعظین اخلاق کی درستی کا فریضہ انجام دینے کی اہلیت رکھتے ہیں وہ اُس سے بڑھ کر کارنامہ انجام دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کا خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق قائم کر دکھاتے ہیں۔ وہ خود اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر ہوتے ہیں اور دُوسروں کو بھی اِس قابل بنا دیتے ہیں کہ وہ حسب استعداد اللہ تعالےٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بنیں کیونکہ جب تک دوسرے بھی اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر نہ بنیں حق دنیا میں غالب نہیں آسکتا اور ان کے آنے کا مقصد غلبۂ حق ہی ہوتا ہے۔ جب تک وہ اپنے پر ایمان لانے والوں کو اعجازی قدرت کا مظہر نہ بنائیں ان کے متبعین دوسروں کی ہدایت یابی کا وسیلہ نہیں بن سکتے۔ اِسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد لوگوں تک صرف پیغام حق پہنچا دینا ہی نہیں تھا بلکہ لوگوں کا تزکیہ کر کے انہیں اِس قابل بنانا تھا کہ ان کا دل مرکز تجلیات بن سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ انجام پانے والے کارنامہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الجمعہ آیت ۳)

ترجمہ:۔ وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف اسی کے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود اَن پڑھ ہونے کے) اُن کو خدا کے احکام سُناتا (اور خدا کے احکام ہی نہیں سُناتا بلکہ) اُن کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔

اِسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اِس آخری زمانہ میں اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی غرض سے مبعوث کئے گئے تھے ایک دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ خدا تعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اُس نے مامور کیا ہے کہ مَیں دنیا کو اس لعلِ تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چل کر مَیں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کر لیگا۔ اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جس کو خدا کی سچی **معرفت** کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ یہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے۔ فلاسفر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر مَیں اس سے بلند تر مقام پر لے جانا چاہتا ہوں اور ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۶)

یہی نہیں آپؑ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ مَیں صرف بتانا ہی نہیں چاہتا کہ خدا ہے بلکہ ہر شخص کو اس قابل بنانا چاہتا ہوں کہ وہ اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے چنانچہ فرمایا:۔

"میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۱)

اب چونکہ آپؑ اپنے متبعین میں سے ہر شخص کو اِس قابل بنانا چاہتے تھے کہ وہ حسب استعداد و الطاقت خدا کو دیکھ لے یعنی اس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہو جائے اس لئے آپؑ نے قرآن مجید کے احکام کی روشنی میں اپنی تعلیم کو صرف اخلاق کی درستی تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ قرآنی تعلیم کی غلّت غائی کے عین مطابق یہ بھی واضح فرمایا کہ اِس حد تک اخلاق کی درستی اور ان میں ترقی ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بن جائے تاکہ وہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی جدوجہد میں کامیاب ہو سکے۔ چنانچہ آپؑ نے اپنی تعلیم کو خلاصۃً بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اِس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی کرو اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے۔ جھوٹ مت بولو، افتراء مت کرو، اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذاء مت دو اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ ..... اور چاہیئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو۔ اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبے اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دِلی سے اس کی پرستش کرو۔ اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو۔ اور بد صحبت سے پرہیز کرو اور آنکھوں کو بد نگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سُننے سے محفوظ رکھو۔ اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کیلئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بد معاشوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کیلئے کوشش کرو۔ اور چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں۔ اور تم میں کبھی بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پائے۔ اور چاہیئے کہ تم اُس خدا کے پہچاننے کیلئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ وہ خدا اُسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اُسی پر تجلّی فرماتا ہے جو اُسی کا ہو جاتا ہے۔ وہ دِل جو پاک ہیں وہ اُس کا تخت گاہ ہیں اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزّہ ہیں وہ اُس کی وحی کی جگہ ہیں۔ اور ہر ایک جو اسکی رضا میں فنا ہوتا ہے اس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ نمونہ اُس تعلیم کا ہے جو انیس برس سے اِس جماعت کو دی جاتی ہے"۔

(کشف الغطاء صفحہ ۹، ۸ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف اخلاق کی درستی پر ہی زور نہیں دیا بلکہ درستی اخلاق کو اِس عروج پر پہنچانے کی تعلیم دی کہ آپؑ کے متبعین خدا تعالےٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بنیں تاکہ وہ دوسروں کو اسلام کا گرویدہ بنانے میں کامیاب ہو سکیں۔ اور فی الحقیقت آپؑ نے ان کے اندر خدا تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بننے کی اہلیت پیدا کر دکھائی اور آپ کی قوت قدسیہ کے تحت فی الحقیقت وہ ایسے بن بھی گئے۔ زمینی واعظوں کی تمام تر کوشش درستیٔ اخلاق کی تلقین تک ہی محدود ہوتی ہے۔ اس سے آگے قدم بڑھانا ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بنانے والے آسمانی واعظ ہی ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ خود اس کام پر مامور کرتا ہے اور ان کے ذریعہ سے رُوحانی مُردوں کو زندہ کر دکھاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت ہی کے کرشمے ہوتے ہیں کہ ہزار مشکلات و مصائب اور حالات کی نامساعدت کے باوجود مامورین الٰہی اور ان کے متبعین کے ذریعہ حق دنیا میں غالب آکر رہتا ہے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حق غالب نہ آئے۔ وہ غالب آتا ہے اور اسی شان سے غالب آتا ہے کہ زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اخلاقِ فاضلہ کا نہایت اعلیٰ نمونہ تھے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ارشادات مبارکہ

(۱)

"اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کھل گئے اور امتحان کئے گئے اور ان کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی اور جو اخلاق کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوحات اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دُنیا میں آنحضرت سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہو گئے ہوں کیونکہ خدا تعالےٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دئے۔ سو آنجناب نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار ہوا بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی۔ اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی۔ اور وہ جو دل آزار تھے ان کو ان کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نان جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ پر معرکہ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا خالصتاً خدا کیلئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی۔ غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردمی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو اخلاق فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثال نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہو گی۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۲)

(۲)

جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ تو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے۔ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہو گا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۹ حاشیہ در حاشیہ ۳)

(۳)

"وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل رہا۔ اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں۔ یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا۔ اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا۔ ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دُکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہیں اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دُکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق کو دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راستباز نہ ہو۔ یہ اخلاق ہرگز دکھا نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کے پرانے کینے یک لخت دُور ہو گئے۔ آپ کا بڑا بھاری خُلق جس کو آپ نے ثابت کر کے دکھلا دیا وہ خلق تھا جو قرآن مجید میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے۔ یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو..... اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دُعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور و جفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے:-

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ
اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ
فَلَا تَذْھَبْ نَفْسُکَ
عَلَیْھِمْ حَسَرٰتٍ۔

کیا تو اسی غم اور سخت محنت میں جو لوگوں کے لئے اُٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا اور کیا ان لوگوں کے لئے جو حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دیگا ..... جب تک انسان پر وہ زمانہ نہ آوے جو ایک مصیبتوں کا، زمانہ اور ایک مقدرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو اس وقت تک اس کے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مر جائے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت کا زمانہ نہ پاوے اس کے اخلاق میں سے کچھ بھی ثابت نہ ہو گا اور اگر کسی میدان جنگ میں حاضر نہیں ہوا تو یہ بھی ثابت نہیں ہو گا کہ وہ دل کا بہادر تھا یا بزدل ہو گا۔ اس کے اخلاق کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم نہیں جانتے ہمیں کیا معلوم ہے کہ اگر وہ اپنے دشمنوں پر قدرت پاتا تو ان سے کیا سلوک بجا لاتا اور اگر وہ دولت مند ہو جاتا تو اس دولت کو جمع کرتا یا لوگوں کو دیتا اور اگر وہ کسی میدان جنگ میں آتا تو دُم دبا کر بھاگ جاتا یا بہادروں کی طرح ہاتھ دکھاتا مگر خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقع دیا۔ چنانچہ سخاوت اور شجاعت اور حلم اور عفو اور عدل اور اپنے اپنے موقع پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحہ دنیا میں اس کی نظیر ڈھونڈنا ناحاصل ہے اپنے دونوں زمانوں میں ضعف اور قدرت اور ناداری اور ثروت میں تمام جہان کو دکھلا دیا کہ وہ ذات پاک کیسی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی جامع تھی اور کوئی انسانی خلق اخلاق فاضلہ میں سے ایسا نہیں ہے جو اس کے ظاہر ہونے کیلئے آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک موقعہ نہ دیا۔ شجاعت سخاوت استقلال عفو حلم وغیرہ وغیرہ تمام اخلاق فاضلہ ایسے طور پر ثابت ہو گئے کہ دنیا میں اس کی نظیر کا تلاش کرنا طلب محال ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۴۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶) ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاءؐ خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ... نے جب مکہ والوں پر فتح پائی۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا تھا اور صدہا ناحق کے خون کئے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنی خون ریزیوں کے عوض ٹکڑے ٹکڑے کئے جاویں گے۔ ان سب کو بخش دیا اور کہا کہ جاؤ میں نے آزاد کر دیا۔

(اشتہار در عیسائیوں میں محاکمہ)

(۷) سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے جس کا کل اسلامی دنیا پہ اثر ہے آپ ہی کی عزت نے پھر دنیا کو زندہ کیا۔ عرب جس میں زنا، شراب اور جنگ جوئی کے سوا کچھ رہا ہی نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا۔ ہمدردی اور خیر خواہی نوعِ انسان کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے بلکہ حقوق اللہ پر اس سے زیادہ تاریکی چھا گئی تھی۔ اللہ تعالےٰ کی صفات پتھروں، بوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھیں۔ قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پوجا دنیا میں ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مکروہ کا نقشہ اگر ذرا دیر کے لیے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم و جور کے بھیانک اور خوفناک نظارہ کو دیکھے گا۔ فالج ایک طرف گرتا ہے مگر یہ فالج تھا کہ دونوں طرف گرا تھا۔ فساد کامل دنیا میں برپا ہو چکا تھا۔ نہ بحر میں امن و سلامتی تھی اور نہ بر پر سکون و راحت۔ اب اس تاریکی اور ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں آپ نے آکر کامل طور پر اس میزان کے دونو پہلو درست فرمائے۔ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اپنے اصل مرکز پر قائم کر دکھایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی حالت کا کمال اس وقت ذہن میں آسکتا ہے۔ جبکہ اس زمانہ کی حالت پر نگاہ کی جاوے۔ مخالفوں نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو جس قدر تکالیف پہنچائیں۔ اور اس کے بالمقابل آپ نے ایسی حالت میں جبکہ آپ کو پورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا ان سے جو کچھ سلوک کیا۔ وہ آپ کے علو شان کو ظاہر کرتا ہے۔ ابوجہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کونسی تکلیف تھی جو آپ کو اور آپ کے جاں نثار خادموں کو نہیں دی۔ غریب مسلمان عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا اور وہ چیری جاتی تھیں محض اس گناہ پر کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر کیوں قائل ہوتیں۔ مگر آپ نے اس کے مقابل صبر و برداشت سے کام لیا اور جبکہ مکہ فتح ہوا تو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ کر معاف فرمایا۔ یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(الحکم ۹ جولائی ۱۹۰۰ء ص ۲)

(۸) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کمال یہاں تک ہے کہ اگر کوئی بڑھیا بھی آپ کا ہاتھ پکڑتی تھی۔ تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور اس کی باتوں کو نہایت توجہ سے سنتے اور جب تک کہ وہ خود آپ کو نہ چھوڑتی آپ نہ چھوڑتے تھے۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء ص ۲)

(۹) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے منافق کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔ بلکہ اپنا مبارک کرتا بھی دے دیا ہے۔

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء ص ۲)

(۱۰) ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھو کہ جب مکہ والوں نے آپ کو نکالا اور تیرہ برس تک ہر قسم کی تکلیفیں آپ کو پہنچاتے رہے۔ آپ کے صحابہؓ کو سخت سے سخت تکلیفیں دیں جن کے تصور سے بھی دل کانپ جاتا ہے۔ اس وقت جیسے صبر اور برداشت سے آپ نے کام لیا وہ ظاہر بات ہے۔ لیکن جب خدا تعالےٰ کے حکم سے آپ نے ہجرت کی اور پھر فتح مکہ کا موقع ملا۔ تو اس وقت ان تکالیف اور مصائب اور سختیوں کا خیال کر کے جو مکہ والوں نے تیرہ سال تک آپ پر اور آپ کی جماعت پر کی تھیں۔ آپ کو حق پہنچتا تھا کہ قتل عام کر کے مکہ والوں کو تباہ کر دیتے اور اس قتل میں کوئی مخالف بھی آپ پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ ان کی تکالیف کے لیے وہ واجب القتل ہو چکے تھے۔ اس لیے اگر آپ میں قوت غضبی ہوتی۔ تو وہ بڑا عجیب موقعہ انتقام کا تھا۔ کہ وہ سب گرفتار ہو چکے تھے مگر آپ نے کیا کیا۔ آپ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور کہا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے مکہ کے مصائب اور تکالیف کے نظارہ کو دیکھو کہ قوت حالت کے ہوتے ہوئے کس طرح پر اپنے جانی دشمنوں کو معاف کیا جاتا ہے یہ ہے نمونہ آپ کے اخلاق فاضلہ کا جس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء ص ۳)

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس قدر اخلاق ثابت ہوئے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں کیونکہ اخلاق کے اظہار کے لیے جب تک موقع نہ ملے کوئی اخلاق اخلاق ثابت نہیں ہو سکتا ... غرض سب خلق موقع سے وابستہ ہیں۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ یہ کس قدر خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقعے ملے۔

(الحکم ۱۲ جولائی ۱۹۰۲ء ص ۸)

(۱۲) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھو کہ آپ کی نبوت کے زمانہ میں سے ۱۳ سال مصائب اور شدائد کے تھے اور دس سال قوت و ثروت اور حکومت کے مقابل میں کیسی قومیں۔ اوّل تو اپنی ہی قوم تھی یہودی تھے۔ عیسائی تھے۔ بت پرست قوموں کا گروہ تھا۔ مجوسی تھے وغیرہ جن کا کام کیا ہے۔ بت پرستی جو ان کا حقیقی خدا کے اعتقاد سے پختہ اعتقاد اور مسلک تھا وہ کوئی کام کرتے ہی نہ تھے جو ان بتوں کی عظمت کے خلاف ہو۔ شراب خوری کی یہ نوبت کہ دن میں پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ شراب بلکہ پانی کے بجائے شراب ہی سے کام لیا جاتا تھا۔ حرام کو تو شیر مادر جانتے تھے اور قتل وغیرہ تو ان کے نزدیک گاجر مولی کی طرح تھا۔ غرض کل دنیا کی اقوام کا نچوڑ اور گندے عقائد کا عطر ان کے حصہ میں آیا ہوا تھا اس قوم کی اصلاح کرنی اور پھر ان کو درست کرنا اور پھر اس پر زمانہ وہ کہ یکہ و تنہا بے یار پھرتے تھے کبھی کھانے کو ملا اور کبھی بھوکے ہی سو رہے جو چند ایک ہمراہی ہیں۔ ان کی بھی ہر روز بُری گت بنتی ہے بے کس اور بے بس ادھر سے اُدھر اور اُدھر کے ادھر مارے مارے پھرتے ہیں وطن سے بے وطن کر دیئے گئے ہیں پھر دوسرا زمانہ تھا۔ کہ تمام جزیرۂ عرب ایک سرے سے دوسرے سرے تک غلام بنا ہوا ہے کوئی مخالفت کے رنگ میں چوں بھی نہیں کر سکتا اور ایسا اقتدار اور رعب خدا نے دیا ہوا ہے کہ اگر چاہتے تو کل عرب کو قتل کر دا دیتے۔ اگر ایک نفسانی انسان ہوتے تو ان سے ان کی کرتوتوں کا بدلہ لینے کا عمدہ موقعہ تھا۔ جب الٹ کر مکہ فتح کیا تو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہا غرض اس طرح سے جو دونوں زمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے اور دونوں کے واسطے ایک کافی موقع تھا کہ اچھی طرح سے جانچے پرکھے جاتے اور ایک جوش یا فوری ولولہ کی حالت نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح کے اخلاق فاضلہ کا پورا پورا امتحان ہو چکا تھا اور آپ کے صبر و استقلال عفت، حلم، بردباری، شجاعت، سخاوت جود وغیرہ وغیرہ کل اخلاق کا اظہار ہو چکا تھا۔ اور کوئی ایسا حصہ باقی نہ تھا۔ کہ باقی رہ گیا ہو۔

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء ص ۱۱)

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپ کے اخلاق کا قائم کیا ہے

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء ص ۸)

(۱۴) کامل انسان مُحَمَّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون ہوگا۔ دیکھو جب انہوں نے اپنی جان۔ اپنا مال۔ اپنی حیات، رحمات رب العالمین پر قربان کر دیئے۔ یعنی سارے کے سارے خدا کے ہو گئے تو کیسا خدا ان کا ہوا اور کیسے فرشتوں نے ان کی مدد کی اگر وہ فرشتوں سے مدد نہ کرتا تو ممکن نہ تھا کہ ایک یتیم بچہ دنیا کو مغلوب کر لیتا۔ جلم وَاذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا کا وہی کامل گذرا ہے یعنی لڑائی کے وقت جب جھاگ منہ سے جاری ہے اور مارے غصہ کے آدمی جل رہا ہے اس وقت بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ خدا کو یاد کر کے کسی پر تلوار چلانا ان دشمنان دین کے مقابلہ پر جنہوں نے سینکڑوں صحابہ کو ذبح کر دیا تھا۔ فتح مکہ پر کیسا خدا کو یاد کیا اور کیسا ترحم دکھایا۔

(الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۵ء ص ۴)

(۱۵) ہمارے نبی کریم صلعم نے ہر طرح سے اقتدار اور اختیار حاصل کر کے اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اپنے سامنے بلا کر کہہ دیا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اور پھر یہ بھی دیکھو کہ آنحضرت صلعم اس وقت مبعوث ہوئے تھے جب فسق و فجور، شرک اور بت پرستی اپنے انتہا کو پہنچ چکی تھی اور ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (۲۱: ۸) والا معاملہ ہو رہا تھا اور گئے اس وقت تھے جب وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا (۳۰: ۳) والا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا تھا اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کی نظیر تمام دنیا میں نہیں پائی جاتی اور یہی تو کاملیت ہے۔ کہ جس مقصود کے لیے آئے تھے، اس کو پورا کر کے دکھا دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صلیب کا ہی منہ دیکھتے رہے اور یہودیوں سے رہائی نہ پا سکے مگر ہمارے نبی کریم صلعم نے غالب ہو کر وہ اخلاق دکھائے جس کی نظیر نہیں۔

(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطیہ دہندگان مد امداد طلبہ ماہ جولائی ۱۹۷۴ء

جن دوستوں نے مد امداد طلبہ میں عطیہ جات دیئے ہیں ان کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور اپنے حضور میں انہیں بہترین جزا بخشے۔ آمین

دیگر احباب جنہوں نے اس کار خیر میں ابھی تک حصہ نہیں لیا ان سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس میں حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہوں۔ (نگران امداد طلبہ)

محترمہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا۔
" حضرت سیدہ مہر آپا "
محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔
" صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
" ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
" سید عبد الرزاق شاہ صاحب۔
حضرت مولوی محمد الدین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ
مکرم سید عبد الرزاق شاہ صاحب۔
" ڈاکٹر ایم۔ اے ظفر صاحب۔
" مولوی سلطان محمود انور صاحب کراچی
" چوہدری عبد الواحد صاحب۔
" مشتاق احمد صاحب باجوہ۔
" محمد شفیع صاحب ہاشمی۔ کراچی۔
" مرزا محمد عثمان صاحب۔ کویت۔
محترمہ سیدہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری علی محمد صاحب بی اے۔ بی ٹی ربوہ
محترمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد رشید صاحب انجنیئر حیدر آباد سندھ از طرف ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب کاٹھی مرحوم۔
محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ شاہ نواز کراچی۔
مکرم مرزا غلام احمد صاحب۔
" رشید احمد صاحب چغتائی۔
جماعت احمدیہ دار الرحمت غربی۔
" " ڈسکہ
" " شیخوپورہ۔

جماعت احمدیہ اسلام آباد۔
" " کراچی۔
" " لاہور۔
" " دار الرحمت شرقی۔
" " کوئٹہ۔
" " سرگودھا شہر
" " نواب شاہ سندھ
" " جھنگ صدر۔
مکرم مقبول حسین صاحب ربوہ
" عبد الغفور صاحب خالد کرٹک لاہور از طرف لیفٹیننٹ عبد المحسن صاحب خالد کرٹک شہید۔
مکرم عبد الرحیم صاحب پراچہ اسلام آباد
" چوہدری عبد المجید صاحب ربوہ۔
" مولوی صالح محمد صاحب ربوہ۔
" میاں عبد الرحمن صاحب منڈی روڈ الہ روڈ لاہور
" شیخ عبد اللطیف صاحب اسلام گنج مردان
" عبد الرزاق صاحب ربوہ۔
" سردار نور احمد صاحب مرتضی ربوہ۔
" قریشی محمد عبد اللہ صاحب ربوہ۔
" حمید احمد صاحب خالد ربوہ۔
محترمہ مسز ملک ظفر احمد صاحب ربوہ
" مسز خالدہ خالد صاحب ربوہ۔
مکرم رشید احمد صاحب چک ۲۳ ڈی، این بی بہاولپور
" شیخ عبد الرشید صاحب راولپنڈی۔

شجرکاری اور انصار اللہ

زندہ قومیں غیر معمولی حالات میں بھی اپنے پروگراموں کے جاری رکھنے میں سرمو فرق نہیں پڑنے دیتیں۔ لہذا خاکسار امید کرتا ہے کہ انصار اللہ کی مجالس گذشتہ سالوں سے بھی بڑھ کر شجر کاری کی طرف توجہ فرما کر ملکی و ملی خدمات بجا لائیں گی اور نتیجہ سے قیادت ہذا کو اطلاع دیں گی۔ (قائد ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خریداران الفرقان کیلئے اعلان

- ماہ اگست کا رسالہ انشاء اللہ العزیز اسی ہفتہ پوسٹ ہو رہا ہے۔
- کاغذ پرمٹ موصول نہ ہونے کے باعث ذرا دیر ہو گئی ہے۔
- جن احباب کا سالانہ چندہ ختم ہے۔ ان کے نام وی پی ارسال کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ وہ وی پی وصول فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

باترجمہ قرآن شریف پڑھنے کی تاکید

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو۔ ... قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۵۷، ۲۵۸)

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رؤیاء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"میری یہ خواہش ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رؤیاء کہ آپ کو پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ ایک تو تحریک جدید میں چندہ دینے والوں کے ذریعہ پورا ہوا۔ دوسرا اس رنگ میں پورا ہو کہ ہم پانچ ہزار تحریک جدید کے ماتحت مبلغ تیار کریں جو اپنی تمام زندگی اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے وقف کئے ہوں۔

پس میں باہمت نوجوانوں کو جو یا تو بی اے ہوں یا مولوی فاضل اور انٹرنس ہوں کہتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو وقف کریں"

(الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۴۲ء)

جماعت کے ایسے نوجوان جن کی تعلیم میٹرک پاس یا اس سے زیادہ ہے اور وہ اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتے ہیں وکالت دیوان کو اطلاع دیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

اعلان دار القضاء

محترمہ فتح بی بی صاحبہ معرفت فتح دین صاحب چک ۲۶۳ گ۔ ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند مکرم اللہ دتہ صاحب وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم کے ذاتی کھاتہ ۶۱۹۶ میں اس وقت مبلغ ۔/۱۹۶۳۰ روپے موجود ہیں۔ میرے علاوہ مرحوم کی سات بچیاں اور ایک بچہ بھی وارث ہے۔

استدعا ہے کہ رقم مذکورہ بالا مجھے ادا کئے جانے کا فیصلہ صادر فرما دیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس ۳۰ یوم تک اطلاع دیجائے۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

دعائے مغفرت

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ میری بیٹی عزیزہ مسرت جبیں طاہرہ جس کی عمر تقریباً ۱۴ سال تھی چند روز بیمار رہ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

عبد الحمید ولد مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم۔
سابق صدر جماعت احمدیہ محلہ دار الیمن ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر احمدی کو استغفار کی طرف متوجہ رہنا چاہئیے تا تکبّر اور خود بینی سے ہمیشہ بچا رہے

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو سمجھ عطا کرتا ہے وہ کسی وقت بھی بغیر استغفار کے نہیں رہتے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۷ ؍ نومبر ۱۹۶۷ء کے خطبۂ جمعہ میں استغفار کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی پیارا فقرہ فرمایا ہے کہ "خواہش استغفار فخر انسان ہے" پھر آپ فرماتے ہیں کہ "جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان، اور اندھا ہے نہ سوجاکھا، اور ناپاک ہے نہ طیّب" پھر آپ فرماتے ہیں کہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہی اعمال کے انعکاسات ہیں جو دُنیا میں انسان کرتا ہے یعنی تکبّر اور خود بینی وہاں دوزخ کی آگ کا رُوپ لے لیتی ہے اور انکسار اور بے نفسی جس کے نتیجہ میں انسان بے اختیار ہو کر بڑی کثرت کے ساتھ ہر وقت اور ہر آن خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہتا ہے۔ اس کا یہ فعل اور یہ احساس اور اس کے یہ اعمال جنّت کے باغ اور جنّت کی نہروں

اور جنّت کے میووں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تو جس طرح دوزخ کی جڑ انسان کے نفس میں ہے اسی طرح جنّت کا منبع بھی خود انسان کے اندر ہے اور یہ منبع جو فطرت کے اندر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے بیج کے طور پر ہوتا ہے جو انسانی فطرت کو صرف یہ طاقت عطا کی گئی ہے کہ وہ بے طاقت ہو کر اپنے نفس میں کوئی ذاتی خوبی اور کمال نہ پاکر اپنے رب کے حضور جُھک جائے اور بالائی طاقت کو اپنی طرف کھینچے اور اس طرح پر اس کی جنّت حسین نشو و نما کو حاصل کرے

استغفار تو ہر وقت کرنی چاہئیے۔

اللہ تعالیٰ جن کو توفیق دیتا ہے اور سمجھ عطا کرتا ہے وہ کوئی وقت بھی بغیر استغفار کے نہیں رہتے۔ بہت سی چیزوں کا انحصار عادت پر بھی ہوتا ہے۔ اب ہم میں سے بہت سے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں۔ سودا لینے کے لئے بازار جاتے ہیں۔ ہم ادھر اُدھر کے پراگندہ خیالات ذہن میں رکھ کر بھی یہ فاصلہ طے کر سکتے ہیں۔ ایک سیکنڈ بھی زیادہ وقت نہیں لگے گا لیکن ایک صورت میں ہم نے اپنا وقت ضائع کر دیا اور دوسری صورت میں ہم نے اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا۔ تو یہ عادت ڈالنی چاہئیے ہم میں سے ہر ایک کو کہ استغفار کو اپنا شعار بنائے خالی لفظ نہ ہوں جو اس کے مُنہ سے نکل رہے ہیں بلکہ استغفر اللہ کے ساتھ اس کا یہ احساس بھی پوری شدت کے ساتھ بیدار ہو کہ میں کچھ نہیں ہر طاقت، ہر علم، ہر روشنی، ہر بھلائی، ہر خیر میں نے اپنے ربّ سے حاصل کرنی ہے میرے اندر اپنا ذاتی کوئی کمال نہیں ہے میرے اندر کوئی خوبی میرے خدا نے رکھی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ میں اس بات کا اقرار کروں کہ میرے اندر کوئی ذاتی کمال نہیں اور اپنے رب کے ساتھ تعلق کو استوار اور پختہ کرنے کی کوشش کروں اور پھر ہمارا رب جو بڑا ہی مہربان ہے اور غفور ہے وہ ہماری حالت کو دیکھ کے اور ہماری التجا کو سُن کر اپنے فضلوں کو ہم پر نازل کرے اور ہمیں طاقت بھی دے۔ ہمیں علم بھی دے ہمیں روحانی روشنی بھی دے جو اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی یسعیٰ نُورھم بین ایدیھم کے مطابق ہمارے کام آنے والا ہو اور ترقی کی راہیں ہم پر کھلتی رہیں اور ترقی کے ہر مقام اور ہر مرحلہ پر ہمارے اندر یہ احساس رہے کہ یہاں تک بھی ہم خدا کے فضل سے ہی پہنچے اپنی طاقت سے نہیں پہنچے۔ لیکن جو اگلی منزل ہے اس کے مقابلہ میں یہ بھی ایک ناقص مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئیے کہ اس "نقص" کو وہ اپنے فضل سے دُور کر دے اور اس ناقص مقام سے نکال کر ہمیں نسبتاً بہتر مقام پر پہنچا دے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا اسے یاد رکھنا چاہئیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی وضاحت سے یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر تم استغفار کی بجائے تکبّر اور خود بینی میں مبتلا ہوگے تو اپنے سینے میں، اپنے دِل میں، اپنی روح میں ایک جہنّم کی پیدائش کے سامان پیدا کر رہے ہوگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے...

تو استغفار کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان ہر وقت اپنے رب سے یہ درخواست کرتا رہے کہ مجھ میں بشری اور فطری کمزوریاں ہیں اور میں اپنی ان بشری اور فطری کمزوریوں سے واقف ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اپنی ذات میں میرے اندر کوئی خوبی اور کمال نہیں لیکن اے میرے ربّ تُو نے میرے دِل میں یہ خواہش پیدا کی ہے کہ میں تیرے قُرب کو حاصل کروں اور تیری مدد کے بغیر میں تیرا قُرب حاصل نہیں کر سکتا۔ تیرے قرب کے حصول کے لئے جس طاقت کی مجھے ضرورت ہے جس نور کی مجھے ضرورت ہے، جس علم کی ضرورت ہے، جس کمال کی مجھے ضرورت ہے وہ تُو ہی مجھے دے تو مِل سکتا ہے ورنہ نہیں مل سکتا۔ پس اے میرے ربّ! میں تیرے حضور عاجزی اور تضرّع سے جُھکتا ہوں اور تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تُو میری بشری اور فطری کمزوریوں کو ڈھانک دے اور آسمانی نور سے مجھے منوّر کر دے اور قرآن حکیم کی برکات سے مجھے حصّہ دے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوہ کی پیروی کے نتیجہ میں تیری جو محبت ایک انسان کو حاصل ہو سکتی ہے وہ محبّت تُو ہمیں عطا کر۔

پس ہر وقت استغفار کی طرف ہر احمدی کو متوجہ رہنا چاہئیے اور ہمیشہ اِس کوشش میں رہنا چاہئیے کہ تکبّر اور خود بینی کا کوئی شائبہ بھی ہمارے نفسوں میں باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی کی توفیق عطا فرمائے!"

(الفضل ۲۶ ؍ فروری ۱۹۷۱ء
صہ ۴)

شکریہ احباب و درخواستِ دُعا

میرا بڑا بچہ عزیز معین محمد شاہد بعمر ۱۴ سال جو آٹھویں جماعت کا ہونہار طالب علم تھا ۱۹ ؍ جون ۱۹۷۴ء کو وفات پا گیا۔ اس کی وفات پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ الودود، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر بزرگ افراد اور احباب جماعت نے پاکستان اور بیرونی ممالک سے جس رنگ میں تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے اس سے ہمارے غمگین دلوں کو ڈھارس ملی ہے۔ اس پر خاکسار اپنی اور اہلِ خانہ کی طرف سے سب احباب اور بزرگان کا شکر گزار ہے اور دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس بڑے غم کی برداشت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضل سے نعم البدل سے نوازے۔ آمین

خاکسار دین محمد شاہد ایم۔ اے مربی سلسلہ احمدیہ راولپنڈی)

جامعہ احمدیہ یکم ستمبر کو کُھل رہا ہے

انشاء اللہ العزیز جامعہ احمدیہ موسمی تعطیلات کے بعد یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو کُھل رہا ہے۔ طلبہ کی حاضری چھ بج کر پچاس منٹ پر ہوگی۔ تمام طلبہ بلا استثناء جامعہ میں حاضر ہو جائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴